گوشۂ ابنِ صفی

کئی نسلوں کو متاثر کرنے والے ایک عظیم ادیب کے بارے میں چند باتیں

ابنِ صفی اعداد کے آئینے میں

اُمِّ کاشان

عام کی عام طور سے دو بڑی اور اہم اقسام تسلیم کی گئی ہیں ایک وہ جو براہ راست خدا کی طرف سے انسان کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو انسان اپنی محنت تجربے اور مشاہدے سے آپ حاصل کرتا ہے اس میں اوّل الذکر علم تو خدا وندِ تعالیٰ اپنے رسولوں، پیغمبروں، روحانی و مذہبی رہنماؤں علماء کرام کو عطا کرتا ہے اور یہ لوگ اپنے قدرتی علم کے ذریعے حقیقت [illegible] پائی کی شہادت دیتے ہیں۔ جبکہ دوسری قسم کا علم وہ [illegible] جیسے سائنسدان، ماہرین علوم، فلسفی، ڈاکٹرز، مصنف اور شاعر وغیرہ اپنے تجربات اور ذاتی مشاہدات اور محنت و توجہ سے حاصل کرتے ہیں پھر اس کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ پھر ان علوم میں بھی بے شمار شاخیں ہیں۔ جیسے علم الاعداد اور علم النجوم وغیرہ.....

جدید دور میں سائنس نے جہاں اور بہت سے سربستہ راز آشکارا کئے ہیں وہیں علم الاعداد اور علم النجوم کے متعلق بھی تحقیق و تجربے سے حقائق کا پتہ چلایا ہے۔ یوں اب علم نجوم اور علم الاعداد محض فٹ پاتھ نشین پروفیسرز حضرات کے روٹی، روزی کمانے کا ذریعہ ہی نہیں رہا بلکہ باقاعدہ تحقیق نے اسے جدید سائنسی علوم کی صف میں لاکھڑا کیا ہے۔

بیسویں صدی کے عظیم اور ایشیاء کے نامور مصنف، اردو جاسوسی ناول نگار اور سرّی ادب کو عوامی سطح پر روشناس بلکہ قبول عام کی سطح تک لانے والے قلم کار حضرت ابن صفی مرحوم کے شب و روز، ان کی مصروفیات، عادت و اطوار، ذہانت، شرافت، مقبولیت، دوست و احباب اور اہل خاندان کے ساتھ تعلقات، چھوٹے اور بڑے کے ساتھ ان کا سلوک، سب پر نجوم کے اثرات اور اعداد کی خصوصیات کے ذریعہ واضح اور درست ثابت کرنا ہے۔

ابن صفی مرحوم کی تاریخ پیدائش کا علم تو خود ان کو بھی نہیں تھا اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تاریخ پیدائش اہل خانہ کو بھی یاد نہیں۔ ابن صفی مرحوم تعلیم خود کے زیر عنوان اپنے متعلق لکھتے ہوئے یہ ضرور فرماتے ہیں کہ ۱۹۲۸ء کی اپریل کی کوئی تاریخ ضرور تھی۔ یعنی انہیں اپنے اہل خانہ اور بزرگوں سے اتنا تو معلوم ہو ہی گیا کہ وہ اپریل ۱۹۲۸ء کی کسی تاریخ کو اس جہان فانی میں اپنی عمر عزیز پوری کرنے اور گزارنے کے لئے بھیجے گئے۔ سال پیدائش کا عدد دو بنتا ہے اور ابن صفی کا خاندانی و پیدائشی نام اسرار احمد کے حاصل اعداد کا مجموعہ دو ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ نام اور سن پیدائش کے عدد دو کا تعلق بھی دو ہی ہے تو دائرۃ البروج کا دوسرا برج ثور ہے۔ جس کا عرصۂ مدت ۲۱، اپریل سے ۲۲، مئی ہوتا ہے۔ مگر مرحوم ابن صفی کی شخصیت کا جائزہ لینے پر برج ثور کی کوئی بھی

خصوصیت ان میں نظر نہیں آتی برخلاف اس کے ابن صفی کی شخصیت کی تمام صفات اور خصوصیات برج حمل جو دائرۃ البروج کا اول یعنی سب سے پہلا برج ہے میں ملتی ہیں۔ علم نجوم اور دائرۃ البروج کے لحاظ سے نام کا پہلا حرف الف جو دونوں یعنی اصلی اور قلمی ناموں میں موجود ہے برج حمل سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے یہ بات زیادہ وثوق اور یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ ابن صفی مرحوم کی پیدائش کا عرصہ ۲۲ مارچ سے لے کر ۲۰، اپریل کے درمیان کا ہے۔ چونکہ ان کا نام اور سن پیدائش کا مجموعی حاصل عدد ۲ بنتا ہے اور یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ابن صفی کے سرپرستوں نے یہ نام یعنی اسرار احمد یوں ہی بلاسوچے سمجھے نہیں منتخب کیا ہوگا۔ اس نام کو منتخب کرنے میں بڑی حکمت عملی اور دوراندیشی کارفرما رہی ہوگی اس لئے ان کی ممکنہ تاریخ ۵، اپریل یا ۱۴، اپریل ۱۹۲۸ء ہوسکتی ہے پانچ اپریل ۱۹۲۸ء کو جمعرات کا دن تھا اور دنوں میں جمعرات کا دن نمبر کا شمار ہوتا ہے جبکہ ۱۴، اپریل ۱۹۲۸ء کو ہفتے کا دن تھا..... اور ہفتے کے دن کا عدد دو ہے۔ اس طرح بڑے یقین کے ساتھ اسرار احمد کی تاریخ پیدائش ۱۴، اپریل ۱۹۲۸ء قرار دی جاسکتی ہے۔ ان تمام کا مجموعی حاصل عدد دو بنتا ہے اور علم الاعداد کے اصول کے مطابق یہ کلیہ رائج ہے کہ نومولود کا نام اس کے دائرۃ البروج کے متعلقہ حرف اور تاریخ پیدائش کے مجموعی عدد کے مطابق رکھا جائے..... یقیناً ابن صفی کے بزرگوں نے نام کا انتخاب کرتے وقت اسی حکمت عملی کو مدنظر رکھ کر نام تجویز کیا ہوگا۔ اس نام کو منتخب کرنے میں عدد، دو کے موجود ہونے کی حکمت عملی صاف اور واضح طور پر نظر آتی ہے اور یہی دو کا عدد اسرار احمد کے نام میں مخفی ہے آگے چل کر جب ان کی شخصیت اور زندگی کے واقعات کا اعداد کے حوالے سے ذکر ہوگا تو آپ کو یہ بات اور بھی وضاحت کے ساتھ سمجھ میں آجائے گی۔

ابن صفی یہ اسرار احمد کا قلمی نام ہے۔ ایسا قلمی نام جس نے اردو ادب میں عالمی پیمانے پر نہ صرف دھوم مچادی بلکہ اردو تاریخ کے صفحات میں اپنے لئے ایک مخصوص جگہ ایک مخصوص مقام بھی بنالیا..... ابن صفی کے اعداد کا حاصل عدد آٹھ ہے اس عدد نے بھی ابن صفی کی زندگی میں بڑا نمایاں کام کیا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ عدد آٹھ وہ عدد ہے جو دو پر پورا، پورا تقسیم ہوجاتا ہے، یا یوں سمجھ لیں کہ کہ عدد دو، اور آٹھ جفت گروپ، کے اعداد سے تعلق رکھتے ہیں اس عدد کی حکمرانی ابن صفی کی زندگی میں دو کے مقابلے میں بہت زیادہ نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ عرف عام میں ابن صفی کی مقبولیت ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھتے چلیے کہ پکارے جانے والے نام کا عدد ہی زندگی پر اثرانداز ہوتا ہے۔ ابن صفی کے مجموعی عدد آٹھ کے حوالے سے ہی آپ دیکھیں کہ ابن صفی کے جاسوسی ناول نگاری کا آغاز ۱۹۵۲ء سے کیا۔ اس سال آغاز کا مجموعی عدد آٹھ ہے۔ جاسوسی دنیا سیریز کے کل ۱۲۵ ناولز لکھے ان سب کو مختصر کرنے پر یہی آٹھ کا عدد سامنے آتا ہے پھر عمران سیریز کا سلسلہ شروع ہوا اور اس سلسلے کے ایک سو سولہ ناولز منظر عام پر آئے ۱۱۶ کا مختصر عدد بھی آٹھ ہے۔ پھر ابن صفی کے سال وفات پر نظر ڈالیے۔ یہ ۱۹۸۰ء ہے اور اس کا حاصل عدد بھی آٹھ ہے.....

ابن صفی سے پہلے اگر ہم اسرار احمد جو مرحوم کا اصل اور حقیقی نام ہے کا جائزہ لیں تو بہتر ہوگا۔ اس نام کا مجموعی یا مختصر عدد دو ہے ان میں الف اور رے دو، دو دفعہ آیا ہے نو حروف کا یہ مجموعہ ایک کے علاوہ تمام نورانی حروف پر مشتمل ہے نورانی حروف کی تعداد کل ۱۴ ہے۔ یہ نورانی حروف بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ قرآن کریم کی بعض سورتیں بھی انہیں نورانی حروف سے شروع ہوتی ہیں۔ جیسے سورہ بقر کا آغاز الف، لام، میم سے سورہ آل عمران بھی انہی حروف سے، سورہ رعد الف، لام، را سے سورہ طٰہٰ طا سے اور سورہ نمل طاسین سے شروع ہوتی ہیں۔ اس مثال کے ذریعہ آپ پر ان حروف کی قدر قیمت واضح کرنی ہے..... ان ہی حروف کا استعمال عامل حضرات تعویزات اور نقش لکھنے میں بھی کرتے ہیں۔ یوں عدد کی مطابقت کے ساتھ ساتھ نام کے حروف میں ایک کے علاوہ بقیہ تمام حروف کا نورانی حروف کے گروپ سے تعلق رکھنا واضح کرتا ہے کہ ابن صفی

مرحوم کے سرپرست اعداد کی قوت کے ساتھ ساتھ نورانی حروف کی قدر و قیمت سے بھی بخوبی واقف تھے۔

علم الاعداد کے علماء و ماہرین کے مطابق عدد دو کی حامل شخصیت کا مالک تخلیقی صلاحیتوں اور قوتوں کا مالک ہوتا ہے۔ نمبر ۲ کا حامل شخص بے حد رحم دل، روشن خیال اور نہایت سلجھے ہوئے ذہن کا مالک ہوتا ہے۔ یہ شخص دوسروں کو مشکلات و الجھنوں سے نجات دلانے کے لئے صحیح اور درست سمت میں رہنمائی کرتا ہے۔ جبکہ یہ لوگ اپنی عملی زندگی میں اپنے نقصانات کے خود آپ ہی ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ایسا اسی لئے ہوتا ہے کہ عدد دو کے حامل شخص کی زندگی پر چاند کے عروج و زوال کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ان کی صلاحیتیں بہت اعلیٰ اور عمدہ ہوتی ہیں اور بعض اوقات بہت معمولی اور غیر اہم..... یہ لوگ بڑی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک اور بڑی بااعتماد شخصیت کے مالک ہوتے ہیں یہ اکثر دوسرے افراد کا اثر قبول کرلینے کی وجہ سے اپنی بہترین صلاحیتوں کے اظہار سے محروم بھی رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اپنے عملی اقدام میں سختی سے کام لیں تو یقیناً خوش گوار اور مثالی زندگی کے مالک بن سکتے ہیں دوستوں کے ساتھ وفاداری میں بھی یہ مثالی فرد ہونے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نمبر دو کا حامل شخص خلوص و وفاداری کا پیکر ہوتا ہے۔ وہ اپنے گرد دوستوں کا جھرمٹ دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ اپنے دوستوں کی وجہ سے مشکلات کا شکار بھی رہتا ہے مگر اپنے احباب کو نوازنے میں کبھی نہیں چوکتا..... یہ لوگ گھریلو دلچسپیوں کے بھی دیوانے ہوتے ہیں اس نمبر کی نمبر ایک اور نمبر سات کے ساتھ بڑی موافقت ہے۔

اب آئیے ابن صفی کے قلمی نام کے حاصل عدد یعنی عدد آٹھ کی خصوصیات پر ایک نظر ڈالیں۔ عدد آٹھ کا مالک شخص محبت کے نظریات کا حامل ہوتا ہے۔ یہ شخص بے حد نظریاتی اور ان کا ذہن واقعات سے لبریز ہوتا ہے۔ اس کے ذہن میں جو بات ٹھہر جائے اس پر عمل کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔ خواہ پھر اس کے لئے اسے کتنی ہی مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ بلاشبہ یہ لوگ دباؤ تلے دبے ہونے کے باوجود وہی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو ان کے نزدیک درست اور ٹھیک ہوتا ہے۔ یہ لوگ دلائل کی نسبت عمل پر زیادہ یقین رکھتے ہیں ابن صفی کی پیدائش چونکہ ہفتے کے دن ہوئی ہے اور ہفتے کے دن پر زحل کی حکمرانی ہے۔ زحل کے اسی اثر نے ابن صفی کے مزاج کو پرسکون بنادیا ہے۔ دوراندیشی اور احتیاط بھی ان کی شخصیت میں نمایاں ملتی ہے۔ اگرچہ ان کو کبھی کبھی خوبصورتی یا خوش آئندہ تصورات بھی متاثر کرتے ہیں لیکن ان پر عمل قطعی نہیں کرتے کیونکہ یہ ان کے نزدیک محض دیوانے کی خواہش جیسے ہوتے ہیں۔ ان میں وفاداری کے ساتھ ساتھ قربانی کا جذبہ بھی ہوتا ہے ان کی وفاداری کی تعریف ہر جگہ کی جاتی ہے۔ گھریلو طور پر بڑی پسندیدہ شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اہل خانہ اور بچوں سے خصوصی رغبت رکھتے ہیں۔ گھر ان کے لئے راحت و تسکین اور اطمینان بخش جگہ ہوتی ہے یہ زندگی کی مادی ضروریات اور مسرتوں کو حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں محنت اور اعتماد کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اپنے عظیم منصوبے بناکر خود عمل پیرا ہونے کے بجائے اکثر دوسروں کے سپرد کردیتے ہیں۔ اپنے عظیم تخیلات اور تصورات کو دوسروں کے سامنے ظاہر کردینے میں کبھی تکلف اور بخل سے کام نہیں لیتے۔

عدد آٹھ کا حامل شخص اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے ارادوں پر مضبوطی سے قائم رہتا ہے۔ اور کامیابی حاصل کرکے ہی دم لیتا ہے۔ اس شخص میں انتقامی یا حاسدانہ جذبہ قطعی نہیں ہوتا۔ نمبر ۴، اور چھ ان کے موافق اعداد ہیں۔

عدد دو اور آٹھ کی تمام خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے آئیے اب ہم ابن صفی کی گزاری ہوئی ذاتی، گھریلو اور بیرونی زندگی پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ ان خصوصیات اور نکات کی روشنی میں یہ ساری باتیں ان کی زندگی میں کس طرح پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

عدد دو جو اصل نام اسرار احمد کا حاصل ہے لفظ ناروی

کی اضافت کے ساتھ عدد ۸ بن جاتا ہے، لیکن ہم یہاں صرف اسرار احمد کے حاصل اعداد یعنی ۲ نمبر کی خصوصیات کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو کریں گے۔ اس نمبر کی سب سے بڑی اور اہم خصوصیت تخلیقی صلاحیتوں کا ہونا ہے اور اس صلاحیت کا اظہار اسرار احمد کی زندگی میں سات آٹھ سال کی چھوٹی سی عمر میں ہی ہونا شروع ہوگیا۔ جب انہوں نے طلسم ہوشربا جیسی کلاسیکی ادب کی ساتوں جلدیں نہایت دلچسپی اور انہماک سے پڑھ کر ختم کردی تھیں اور تعلیم کے لحاظ سے ساتویں منزل عبور بھی نہ کرپائے تھے کہ ان کا افسانہ معروف ناول نگار و صحافی جناب عادل رشید کی ادارت میں شائع ہونے والے ہفتہ روزہ شاہد بمبئی میں شائع ہوا، تعلیم کی آٹھویں اور نویں منزل پر پہنچتے، پہنچتے اسرار احمد نے شاعری بھی شروع کردی اپنی ان تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے اسرار احمد بزبان قلم ابن صفی کے نام سے بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پہلی کہانی اس وقت لکھی جب ساتویں درجے کا طالب علم تھا۔ اس کا نام ناکام آرزو تھا یہ کہانی عادل رشید مرحوم نے اپنے رسالے شاہد میں شائع کی تھی۔ آٹھویں یا نویں درجے میں پہنچ کر شاعری شروع کی حضرت جگر مرادآبادی حواس پر چھائے ہوئے تھے۔ لہٰذا خمریات ہی طبع آزمائی ہوئی اور اس زور و شور سے ہوئی کہ کبھی کبھی سوچنا پڑتا، کہیں سچ مچ تو نہیں پینے لگا۔ (بحوالہ نئے افق ابن صفی نمبر اگست ۸۱ء مضمون بقلم خود)

دوسری خصوصیت اس نمبر یعنی عدد ۲ کی رحمدلی، روشن خیال اور سلجھے ہوئے ذہن کا مالک ہونا ہے۔ ابن صفی کو قریب سے جاننے والے تمام دوست، احباب، عزیز و اقارب سب اس امر پر متفق ہیں کہ ابن صفی مرحوم بڑی ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔ دوستوں کے دوست، عزیزوں کے عزیز اور ضرورت مندوں کے معاون و مددگار..... وہ اپنے معروف کردار حمید کی طرح بزلہ سنج، عمران کی طرح حاضر جواب بھی تھے..... وہ یوں تو فطرتاً خاموش طبع واقع ہوئے تھے، مگر کبھی کبھی چند جملوں میں ان کا جواب لاکھوں پر بھاری ہوتا تھا..... وہ لطیف پیرائے یہی بڑی سے بڑی بات آسانی سے کہہ جاتے تھے ابن صفی کی شہرت اور مقبولیت سے متاثر ہوکر نجانے کتنے لوگ ابنِ بن گئے..... مگر وہ چونکہ محض نقلی ابن بنے تھے اس لئے وقت کے ساتھ ساتھ اپنی موت آپ ہی مرگئے ابن صفی مرحوم نے اسی روش کا اپنے ناول "لڑکیوں کا جزیرہ" میں ایک کردار کے ذریعہ اظہار یوں کیا ہے۔

کیا نام بتاؤں.....

ابن ہُدہُد.....

وہ ہنستا ہوا ایڈیٹر کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ عمران کی سنجیدگی میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے واپس آکر کہا جائیے۔ عمران اکڑتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف آیا۔ چق ہٹائی اور اندر چلا گیا..... ایڈیٹر دونوں ہاتھ میز پر رکھے قہر آلود نظروں سے دروازے کی طرف گھور رہا تھا.....

"تشریف رکھئیے....." وہ غرایا۔

یہ ایک لمبا تڑنگا اور صحت مند آدمی تھا۔ عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔

"آپ بھی ابن ہیں؟" اس نے عمران کو کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا.....

جی ہاں بندے کو ابن ہُدہُد کہتے ہیں۔

کیا ابنِ کوئی بیماری ہے.....؟ جسے دیکھئے نام کے ساتھ ابن لگائے چلا آرہا ہے..... بیٹھئیے نا، بہت سی باتیں کرنی ہیں آپ سے....."

عمران بیٹھ گیا۔

"آپ کیوں آئے ہیں....."

"اپنی ایک کہانی لایا ہوں....."

مگر آپ کو نام بدلنا پڑے گا..... میرے پرچے میں جاسوسی کہانیاں بالکل شائع نہیں ہوتی.....

"اجی یہ رومانی افسانہ ہے....."

"پھر تو آپ کو نام بدلنا ہی پڑے گا۔"

اچھا تو صرف ہُدہُد کردیجئے گا۔"

دیکھا آپ نے یہ ہے ابن صفی کی فطری شوخی اور

ظرافت یہ اسی کا ظرف ہے جو اپنے نام کا خود اسی طرح مذاق اڑا سکتا ہے۔ اب رہی بات ابن صفی کی مدد اور تعاون کرنے والی صفت کی۔ وہ واقعی ضرورت مندوں کی مدد اس طرح خاموش کے ساتھ کیا کرتے تھے کہ دوسرے ہاتھ تک کو خبر نہیں ہوتی تھی..... میرا ہی ایک تاثراتی مضمون اسرار ماموں، مطبوعہ نئے افق اگست ۸۸ء سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

میں کتابیں لے کر بہت خوش ہوئی..... پھر بعد میں یہی کتابیں محلے میں ایک آنہ یومیہ پر چلنے لگیں..... اس کرائے سے میرے تعلیمی اخراجات بخیر و خوبی پورے ہونے لگے۔ اس وقت تو یہ بات سمجھ میں نہ آئی، مگر آج سوچتی ہوں کہ اسرار ماموں نے انسانی نفسیات کو سمجھتے ہوئے اور امی، پاپا کے جذبۂ خودداری کو ٹھیس پہنچائے بغیر، کس خوبصورتی سے ہماری مدد کی۔ ان کا یہ تحفہ ہمارے لئے معاشی آسانی کا سبب بن گیا۔

تیسری خصوصیت عدد دو کی دوستی سے متعلق ہے کہ عدد دو کا مالک شخص خلوص و وفاداری کا پیکر ہوتا ہے..... اس صفت کا ذکر مضمون میرے بھائی جان، از ریحانہ لطیف نئے افق ابن صفی نمبر ۱۹۸۶ء ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتی ہیں بھائی جان کے قریبی احباب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کبھی کسی کی دل شکنی نہیں کرتے تھے۔ بھائی جان غصے کو ضبط کرنے کے فن سے واقف تھے..... دوسری مثال خود مشتاق احمد قریشی کی ہے۔ ایک دلچسپ بات بتاتی چلوں وہ یہ کہ جناب مشتاق احمد قریشی کے اعداد کا مجموعہ بھی دو ہی نکلتا ہے جب دو ہم خیال شخص مل جائیں تو پھر دوستی وہاں گہرے قریبی تعلقات میں ڈھل جاتی ہے۔ یہی کچھ ابن صفی اور مشتاق احمد قریشی کے ساتھ ہوا، لذت زیست کے زیر عنوان قریشی صاحب لکھتے ہیں۔

شعور آتے ہی جو آنکھیں کھولیں تو وہ جاسوسی دنیا کے ناولوں پر کھولیں۔ پھر یہ جنون اتنا بڑھا کہ میں جاسوسی دنیا کے ناول لکھنے والے کا گرویدہ ہوتا چلا گیا میرا یہی اضطراب بالآخر ایک دن مجھے جاسوسی دنیا کے ناولوں کے مصنف محترم ابن صفی (مرحوم) کے در فیض پر لے گیا۔ اور جلد ہی میری عقیدت اور ان کی محبت اک ایسے رشتے میں گندھ گئی جس کی مثال مشکل ہے۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے بہت عزیز رکھا اور خورد و بزرگی کے باوجود انہوں نے میری عزت کی..... یہ ان کے مزاج کا خاصہ بھی تھا..... کہ وہ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں کی عزت کرتے تھے..... یہ ان کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ انہوں نے ہمیشہ مجھے چھوٹے بھائی کے مانند سمجھا..... میری ذہنی تربیت اور اخلاقی اقدار میں ان کا ہاتھ ہے۔ آج میں جو کچھ بھی ہوں انہی کی محبت اور شفقت کے فیض کا نتیجہ ہے اس ضمن میں محترم شکیل جمالی کا یہ جملہ بھی بطور حوالہ لکھ دینا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ محترم شکیل جمالی اجالے تیری یادوں کے "زیر عنوان لکھتے ہیں (نئے افق ابن صفی نمبر اگست ۸۷ء) محترم عباس حسینی صاحب سے ان کے جو تعلقات تھے اس کے بارے میں کچھ کہنا ہی نہیں ہے۔ بس ان کا یہ جملہ یاد آرہا ہے۔ جو انہوں نے ڈیڑھ متوالے" کی اشاعت کے موقع پر اپنے پیغام میں افواہیں پھیلانے والوں کے سلسلے میں لکھا تھا..... ان بے چاروں کو شاید یہ نہیں معلوم کہ ایک درجن کتابیں تو میں عباس حسینی کی مسکراہٹ پر قربان کر سکتا ہوں..... عدد دو کی دوست نوازی، دوست کے لئے قربانی اور ایثار کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے.....

عدد آٹھ یہ عدد ابن صفی کے قلمی نام کے اعداد سے حاصل ہوا ہے اور ابن صفی کی عملی زندگی میں اسی عدد کا بھی بھرپور اثر رہا ہے۔ جیسا کہ میں ابتداء میں لکھ چکی ہوں کہ ابن صفی کے تمام جاسوسی اور عمران سیریز کے ناولوں کی الگ الگ تعداد کے اعداد اور سال وفات کا عدد بھی آٹھ ہی ہے ابن صفی نے کرسچین کالج الہ آباد سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ اس کالج کے اعداد کا مجموعہ بھی آٹھ ہے۔ یہاں ان اعداد کا ذکر کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جو ان اعداد یعنی دو اور آٹھ کے ساتھ مطابقت اور موافقت رکھتے ہیں نمبر ۲ کے ساتھ نمبر ایک اور سات جبکہ نمبر آٹھ کے ساتھ نمبر ۴ اور چھ کی موافقت ہوتی ہے۔ یادگار حسینی انٹر کالج الہ

آباد وہ تعلیمی ادارہ ہے جہاں محترم ابن صفی صاحب نے دو سال تک مدرّسی کے فرائض انجام دیئے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ ابن صفی مرحوم نے ناول نگاری کی طرف آنے سے قبل اپنی عملی زندگی کا آغاز ایک مدرس کی حیثیت سے کیا اور اُن کے اندر کا یہ مدرس اُن کے ہر ناول میں موجود نظر آتا ہے۔ عدد آٹھ کی تمام تر خصوصیات ہم اُن کے ناولز کے کرداروں ہی نہیں ان کی زندگی میں بھی موجود پاتے ہیں۔ عدد آٹھ کی سب سے بڑی خوبی کام کا چیلنج قبول کرنا ہے۔ عدد آٹھ کا حامل شخص میں جو بھی کام ان کے سامنے ہوگا اسی میں کامیابی حاصل کرنے کا جذبہ آغاز سے ہی نمایاں ہوکر سامنے آئے گا۔ ان نکات کی روشنی میں بقلم خود کے زیر عنوان ابن صفی کے اپنے الفاظ میں یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

پھر ایک دن یہ ہوا کہ ایک ادبی نشست میں کسی بزرگ نے کہا۔ اُردو میں صرف جنسی افسانوں کی مارکیٹ ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بکتا۔ میں نے (ابن صفی) کہا یہ درست ہے۔ لیکن ابھی تک کسی نے بھی جنسی لٹریچر کے سیلاب کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ کسی طرف سے آواز آئی یہ ناممکن ہے..... لیکن ابھی تک کسی نے بھی جنسی لیٹریچر کے سیلاب کو روکنے کی کوشش نہیں کی..... کسی طرف سے آواز آئی یہ ناممکن ہے..... جب تک کوئی متبادل چیز مقابلے پر نہ لائی جائے یہ قطعی ناممکن ہے۔

متبادل چیز..... میں نے سوچا (ابن صفی) اور پھر آٹھ سال کی عمر کا وہی بچہ سامنے آکھڑا ہوا جس نے طلسم ہوش ربا کی سیاتوں ضخیم جلدیں چاٹ ڈالی تھیں اور یہ بھی دیکھا تھا کہ اسی سال کے بوڑھے بھی بچوں کی ہی طرح طلسم ہوش ربا میں گم ہوجاتے ہیں۔ یہ واقعہ ۱۹۵۱ء کا ہے ٹھیک ایک سال بعد جاسوسی دنیا کے سلسلے کا اجراء ہوا جو اُن کی آخری سانسوں تک جاری رہا۔ ابن صفی نے اُس بات کو ایک چیلنج کی طرح قبول کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اُردو ناول نگاری کے افق پر پوری طرح چھا گئے..... انہوں نے صرف تھکے ہوئے ذہنوں کو اپنی تحریروں کے ذریعہ صحت مند تفریح ہی فراہم نہیں کی بلکہ ذوق مطالعہ کو بھی فروغ دیا۔ ابن صفی کا یہ بھی ایک کارنامہ ہے کہ اُن کے قلم نے ادب العالیہ کی رسائی عوام تک کردی..... وگرنہ اسی سے پہلے تک ادب العالیہ کی پہنچ صرف اور صرف خواص تک ہی تھی..... ابن صفی کے ناولز کسی نہ کسی واضح سماجی مقصد کے لیے لکھے گئے۔ ان میں برائے نام اور نہایت مختصر مشاہرے پر بطور ٹیچر کام کرنے والی لڑکیوں کا مسئلہ ہو، یا وطن سے غداری کرنے والے ملت فروش لوگوں کا، بین الاقوامی اسمگلروں کا مسئلہ ہو یا کوئی اور سماجی، معاشی مسئلہ ابن صفی نے ہر موضوع پر، ہر مسئلہ پر بڑی مہارت سے قلم اٹھایا ہے۔ ابن صفی کے ناولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگوں نے جو اُردو سے واقف نہیں تھے نے اُردو سیکھی اور اُردو کی آفاقی شیرینی ولذت سے آگاہ ہوئے۔ ابن صفی نے اپنے ناولز کے ذریعہ صرف اُردو ادب کی ہی خدمت نہیں کی بلکہ عدد آٹھ کی ایک بڑی خوبی یونانی مکتبہ فکر کے مطابق عدل وانصاف سے متعلق ہونا بھی ہے..... یونانی تھیوری کے مطابق اس نمبر یعنی آٹھ نمبر کا تعلق انصاف اور حق سے ہے ان کے یہاں عدد آٹھ کا تصور ایک شخص ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ترازو لئے ہوئے کا ہے..... دلیر مجرم سے لے کر صحرائی دیوانہ تک اور عمران سیریز میں خوفناک عمارت سے لے کر آخری آدمی تک کوئی بھی ناول ہاتھ میں لے کر پڑھنا شروع کردیں، اپنے ہر ناول میں ابن صفی عدد آٹھ کے یونانی تصور کی طرح ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ترازو لیے کھڑے نظر آئیں گے۔ تلوار علامت ہے جرائم اور جرائم پیشہ افراد کی بیخ کنی کرنے کی۔ جبکہ ترازو انصاف وصداقت کی علامت ہے..... ابن صفی کا ہر ناول اسی خوبی اور حسین توازن سے مزین ہے۔ مجرم اپنی ذہانت میں لیونارڈ ہو یا سنگ ہی..... ہارپر ہو یا بلنگر..... ابن صفی کا کرنل فریدی یا عمران کوئی نہ کوئی مجرم کے مضبوط اور نہایت چالاکی سے بنائے گئے حصار کو نہایت آسانی سے توڑ کر اُس تک نہ صرف پہنچ جاتا ہے بلکہ اس کے ساتھ پورا پورا انصاف بھی کرتا ہے..... ابن

صفی کے ہاتھ کی تلوار کبھی کسی مجرم کو اُس کے جرم سے زیادہ سزا نہیں دیتی..... اس کے ہاتھ کا ترازو غیر متوازن ہوکر کبھی کسی طرف زیادہ نہیں جھکتا۔ ابن صفی ایک مصنف نہیں اپنی فطرت کے لحاظ سے ایک بالغ نظر انصاف پسند جج ہے..... مجرم کتنا بھی شہ زور، پھنے باز، یا تعلقات والا ہی کیوں نہ ہو، ابن صفی کی عدالت میں پہنچنے کے بعد اُسے اس امر کا بخوبی احساس ہوتا ہے کہ اُس کے جرائم کے ساتھ پورا، پورا انصاف کیا جائے گا..... اور اُسے قانون کے مطابق اتنی ہی سزا ملے گی جتنا اُس نے جرم کیا ہے۔

عدد آٹھ کے ساتھ چونکہ روز پیدائش یعنی ہفتے کے دن کی مناسبت سے زحل کا اثر بھی شامل ہوگیا ہے اسی اثر کی وجہ سے ابن صفی کی طبیعت اور مزاج میں سکون، دور اندیشی اور احتیاط بدرجۂ اتم موجود تھی۔ اس خصوصیت کا ذکر اسرار احمد کے انٹرمیڈیٹ کالج کے زمانے کے ایک اُستاد پروفیسر انوارالحق کی زبانی سنیئے۔ پروفیسر صاحب اپنے شاگرد اسرار احمد کے متعلق بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسرار احمد اپنے ہم جماعتوں میں بڑی ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔ نہایت خاموش طبیعت ہر معاملے میں گہری نظر رکھنے کے عادی..... پاکستان میں جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو اُن میں کوئی تبدیلی محسوس نہ کرسکا..... کالج کے زمانے کے اسرار احمد اور پاکستان کے اسرار احمد میں رنگ و نسل، آب وہوا یا بدلتی تہذیب کی کوئی اضافی علامت نظر نہیں آئی..... وہی سنجیدگی، گہری نظریں، خاموش طبیعت اور متانت جو کالج کے زمانے میں تھی اب بھی موجود تھی..... ابن صفی کے مزاج کی یہی خوبی انہیں اپنے حلقۂ احباب میں ممتاز کرتی ہے۔

عدد آٹھ کی حامل شخصیت عملی زندگی میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے بھی کامیابی حاصل کرتی ہے بلکہ عدد آٹھ کے زیر اثر لوگ کامیاب ترین سرجن بھی ہوتے ہیں۔ ان خصوصیات کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ ابن صفی کی تحریروں پر نظر ڈالیں۔ کیا آپ کو وہ ایک اچھے ڈاکٹر اور کامیاب سرجن نظر نہیں آتے.....؟ وہ ایک اچھے شفیق اور ماہر ڈاکٹر کی طرح مرض کی تشخیص کرتے ہیں۔ پھر اس کا علاج..... اگر مرض زیادہ شدت اختیار کرگیا ہے اور سرجری اس کے لیے ضروری ہے تو پھر آپریشن کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے مگر ابن صفی کا یہ آپریشن اپنے مریض کے ساتھ دشمنی پر نہیں محبت اور انتہائی خلوص پر مبنی ہوتا ہے وہ ایک مخلص و مہربان ڈاکٹر اور سرجن کی طرح علاج و آپریشن کرتے ہیں۔

آپ ابن صفی کا کوئی بھی ناول ہاتھ میں اُٹھائیے، اُسے پڑھنا شروع کردیجیئے..... لفظ، لفظ پڑھتے ہوئے آگے پڑھتے جائیے۔ ورق ورق الٹتے جائیے..... آپ کو قدم قدم پر مجرم کی عیاریاں سانس روکنے اور آنکھیں پھاڑنے پر مجبور کردیں گی ہر نئے موڑ پر ایسا محسوس ہوگا کہ مجرم اب گرفتار ہوا، مگر چالاک مجرم ہر نئے موڑ پر قانون کو طرح دے کر نکل جاتا بھی محسوس ہوگا ہر صفحہ پر آپ کو مجرم قانون کے ہاتھوں میں آتا ہوا نظر آئے گا مگر صفحہ پلٹنے پر وہ مجرم نہیں کوئی اور ہوگا..... مگر آخری صفحے پر پہنچتے پہنچتے یا آخری لائنوں کے زیر نظر آنے پر فریدی یا عمران مجرم کو ہتھکڑیاں پہنا کر قانون کے حوالے کرتے ہیں تو آپ بحرِ حیرت میں غوطہ لگاتے نظر آئیں گے۔ آپ سوچ میں پڑجائیں گے کہ یہ اصل مجرم تھا..... بھئی اس کردار کے متعلق تو ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہوا تھا کہ یہ مجرم ہوگا۔ ابن صفی کے ناولوں کا یہی بھرپور سسپنس تو اس کی کامیاب سرجری ہے اور یوں اس عدد ۸ کی خصوصیت پر ایمان لانا ہی پڑتا ہے کہ اسی عدد کے حامل افراد بہترین ڈاکٹر و سرجن بھی ہوتے ہیں۔ یہ بات قطعی غلط نہیں ہوگی اگر میں یہ کہوں کہ ابن صفی اگر ناول نگاری کی طرف نہ آتے تو وہ ایک اچھے سائنٹسٹ، ڈاکٹر اور سرجن بھی ہوسکتے تھے..... اٹھائیس سال تک لوگ اگر ان کے ناولوں کے منتظر رہے تو ڈاکٹر و سرجن ہوتے تو اسپتال میں کراہتے ہوئے مریض شفایاب ہوکر مسکراتے ہوئے گھر جاتے۔

عدد آٹھ کی خصوصیات میں ایک بڑی اور اہم خصوصیت دوسروں کو سکھانا، بتانا اور اُنہیں آگے بڑھانا

بھی ہے..... جہاں تک سکھانے کا کام ہے یا بتانے اور آگے بڑھانے کا تعلق ہے تو یہ خصوصیات ایک اچھے مدرس اور ٹرینڈ ٹیچر کی ہوتی ہیں۔ چونکہ عدد آٹھ کے حامل افراد عملی شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ جفاکشی، حاضر دماغی، چارہ سازی اور انتھک محنت ان کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ یہ ماتحت بن کر زندگی نہیں گزار سکتے۔ اسی وجہ سے ملازمت کرنا بھی پسند نہیں کرتے..... آپ ابن صفی کی زندگی کا جائزہ لیں تو یہ خصوصیت یہاں بھی اپنے آپ کو منواتی نظر آئے گی۔ ان کے ایک استاد پروفیسر انوار الحق نے جب کافی عرصہ بعد ملاقات ہونے اور ان کے ناول نگار بننے کی خبر سن کر سوال کیا کہ میاں اسرار شاعری چھوڑ کر جاسوسی ناولوں کی طرف کیسے راغب ہوگئے تو محترم ابن صفی کے اپنے الفاظ میں اس کا جواب یوں تھا محترم..... بات دراصل یہ ہے کہ شاعری سے واہ، واہ کی غذا حاصل کر کے ذہن کو تقویت تو بخشی جاسکتی ہے لیکن یہ پیٹ بھرنے کا ذریعہ ثابت نہیں ہوسکتی۔ ملازمت مجھے پسند نہیں۔ اس لیے جاسوسی ناولوں کو ذریعہ معاش بنالیا..... دیکھا آپ نے..... عدد آٹھ کی صفات ابن صفی کے مزاج میں کس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آٹھ کے عدد نے ابن صفی کی شخصیت اور مزاج پر کتنا گہرا اثر چھوڑا ہے۔

میں پہلے بھی شاید لکھ چکی ہوں کہ ابن صفی ناول نگار بننے سے پہلے یادگار حسینی انٹر کالج الہ آباد میں دو سال تک بطور مدرس درس وتدریس کا کام کر چکے تھے۔ وہ اس میدان میں بھی نہایت کامیاب ثابت ہوئے۔ ان کا کامیاب مدرس ہونا بھی عدد آٹھ کی خصوصیات کا مظہر ہے۔ پھر وہ ناول نگار ہو کر بھی کب ٹیچنگ کے پروفیشن سے دامن چھڑا سکے۔ وہ اپنے ہر ناول میں ایک اچھے ڈاکٹر، کامیاب سرجن ذہین سائنسدان اچھے خوش مزاج، خوش اخلاق حاضر جواب شخص، حق وانصاف پسند مصنف کی حیثیت سے ہی سامنے نہیں آئے اچھے، سلجھے ہوئے ماہر نفسیات مدرس کی صورت میں بھی ملیں گے۔ حقیقتاً انہیں ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ جیسا کہ وہ تھے۔

ابن صفی کے دوست، احباب، عزیز واقارب اور تمام ملنے جلنے والے اس بات کی واشگاف الفاظ میں بلاجھجک گواہی دیں گے کہ ابن صفی مرحوم اپنی تمام زندگی میں بااخلاق، بامروت اور مذہبی شخصیت بھی تھے اور ان کی شخصیت کا یہ رنگ ان کی تمام تحریروں میں بھی جھلکتا نظر آتا ہے۔ آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ ابن صفی اُردو کے جنسی ادب کے خلاف میدان میں اُترے تھے..... یہی وجہ تھی کہ ان کی تحریر میں شائستگی، اخلاق، مروت اور حیا کی بھینی بھینی مہک تو محسوس ہوتی ہے چٹکپن اور جذبات کو غلط انداز میں ابھارنے والا رنگ کہیں نہیں ملتا۔

اُن کے یہاں جنس کا تذکرہ ہے۔ نائٹ کلبوں میں مردوں کے ساتھ بانہوں میں بانہیں ڈالے رقص کا ذکر ہے۔ مگر لذت انگیزی کے ساتھ نہیں اس کے مضر اثرات کے ذکر کے ساتھ..... اُن کا قلم ایسے تذکروں میں بڑی احتیاط کے ساتھ چلتا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے قاری بڑی عمر کے سنجیدہ مزاج اور تجربہ کار لوگ ہی نہیں کچے ذہنوں کے اسکول میں پڑھنے والے طلبا بھی ہیں۔ انہوں نے ناول لکھتے وقت ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھا کہ ان کا کوئی ناول کوئی قاری اپنے بزرگوں اپنے بڑوں اور اپنے سرپرستوں سے چھپا کر نہ پڑھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن صفی کے قارئین میں ہر عمر، ہر مزاج کے افراد شامل ہیں۔ طلبہ، طالبات، وکیل، سائنسدان، لیکچرار اور پروفیسرز، کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں میں شدید جسمانی محنت کرنے والے مزدور..... سب ہی اس کے ناول بڑی دلچسپی اور رغبت سے پڑھتے ہیں۔ کیوں پڑھتے ہیں صرف اس لیے کہ اُنہیں ابن صفی وہی کچھ پڑھنے کو دیتا ہے جس کی انہیں ضرورت ہے۔ ادب اور اخلاق ابن صفی کی تحریروں کا خصوصی عنصر ہے۔ کسی نے مرحوم سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ کی تحریریں اتنی پاکیزہ اور نکھری نکھری سی کیوں ہوتی ہیں اس کا جواب مرحوم نے یوں دیا کہ میری تحریروں میں میرے والد بھی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ ذرا غور تو کیجیئے اس جواب پر..... کس قدر لطیف اور بلیغ جواب ہے یہ، کوزے میں

سمندر کو بند کر کے رکھ دیا ہے ابن صفی نے اس جملے میں، ابن صفی نے اپنے والد محترم کو خراج عقیدت ہی پیش نہیں کیا بلکہ یہ بتانے کی کوشش بھی کی ہے کہ والدین کا احترام ہی اولاد کو منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔ ابن صفی نے دلیر مجرم سے لے کر آخری آدمی تک دو و اکتالیس ناول لکھے اور بے شمار مستقل اور عارضی کردار ضرورت کے مطابق تخلیق کئے ان میں سے کسی بھی کردار کو تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے، فریدی، حمید، قاسم، انور، رشیدہ، عمران، صفدر، جولیا، جیسے مستقل کردار کس قدر مہذب اصول پسند، بلند خیالات، اعلیٰ سوچ، بہترین تصورات کے مالک کردار ہیں۔ فریدی کی اصول پسندی، بلند کرداری ہی اُسے حمید سے فادر ہارڈ اسٹون کہلواتی ہے۔ حمید شوخ ہے کبھی کبھی ماحول کے آگے جھکنے لگتا ہے تو فریدی اُسے بڑے پیار سے سمجھا کر برائی سے دور کھینچ لے جاتا ہے۔ ابن صفی کے یہ تمام مستقل کردار کبھی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے..... بلکہ احترام انسانیت کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔ ناول کے کرداروں میں یہ بات یوں ہی نہیں آگئی..... ابن صفی اپنی ذات، اپنی شخصیت میں بھی ایسے ہی ہیں۔ بہن کی ناراضگی کے خیال سے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ جانے میں وہ برائی نہیں سمجھتے۔ ماں کی جوتیوں کو سر پر رکھ کر یہ کہنا۔ اماں، میں جو کچھ بھی ہوں آپ کی ان ہی جوتیوں کے طفیل ہوں اور اپنے بچوں کے جھرمٹ میں ان کے ساتھ ایک دوست کی طرح گھل مل جاتے ہیں اور یہ سب مذہبی تعلیم وخیالات اور اعلیٰ تربیت کا اثر ہے۔

مصور پاکستان، شاعر مشرق علامہ اقبال کا ذاتی عدد بھی آٹھ ہے۔ اقبال کی تمام تر شاعری کا محور مسلم نوجوان کو اس کی نشاۃ ثانیہ سے روشناس کرانا اور اُس کی خودی کو بیدار کر کے اُسے معاشرے کا ایک مفید اور کارآمد پرزہ بنانا ہے۔ علامہ اقبال کہیں "چین وعرب ہمارا ہندوستان ہمارا، مسلم ہیں ہم وطن ہیں سارا جہاں ہمارا" جیسا ترانہ لکھ کر مسلم قومیت کو اجاگر کرتے ہیں تو ابن صفی مرحوم اپنے ناولوں

> یہ کہا جاتا ہے کہ ادیبوں کے سروں پر آج کل عورت سوار ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہبوطِ آدم سے لے کر اب تک ہر مرد کے اعصاب پر عورت سوار رہی ہے اور کیوں نہ رہے۔ مرد کے اعصاب پر کیا ہاتھی گھوڑوں کو سوار رہنا چاہیئے؟ جیسے کبوتر، کبوتریوں کو دیکھ کر گٹکتے ہیں تو مرد، عورتوں کو دیکھ کر غزل یا افسانہ کیوں نہ لکھیں۔
>
> سعادت حسن منٹو

میں اللہ ازم کا پرچار کرتے ہوئے۔ دونوں کا عدد آٹھ ہے۔ دونوں کا نظریہ اور دلی خواہش بھی ایک..... محمد حسین آزاد بھی عدد آٹھ کے حامل فرد ہیں۔ وہ بھی اپنی تحریروں سے اصلاح معاشرہ کا کام لینا چاہتے ہیں۔ ابن صفی کا نظریہ بھی یہی ہے۔ جہاں، جہاں آپ عدد آٹھ کی کارفرمائی اور اثرات پر نظر ڈالیں گے وہاں آپ کو اخلاقی اقدار، تہذیب، نیکی، ایمانداری ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک، انسانی رشتوں کا پرچار عام ملے گا۔ رسول کے عدد آٹھ ہیں سب جانتے ہیں کہ رسول کا کام کیا ہے۔ احمد ندیم قاسمی، قرۃ العین حیدر، احمد فراز، فیض یہ سب عدد آٹھ کے اثرات کے تحت آتے ہیں اور ان سب کا کام ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح پھیلا ہوا ہے۔

عدد آٹھ کی ایک خصوصیت کا اظہار ابھی باقی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عدد آٹھ کی حامل شخصیت کی خدمات کا اعتراف اور اس کے مقام کا تعین..... کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی خدمات کا اعتراف اور اس کے مقام کا تعین اس کی وفات کے بعد ہوتا ہے..... اب دیکھنا یہ ہے کہ تاریخ ابن صفی کی خدمات کا اعتراف اور ان کے ادبی مقام کا تعین کب کرتی ہے اور انہیں کس مرتبے پر فائز کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آج نہیں تو کل..... ابن صفی کو اُردو ادب میں اُس کا جائز مقام ضرور ملے گا..... اور اس لیے ملے گا کہ ابن صفی نے اُردو ادب کے لیے ایک مشن کی طرح کام کیا ہے۔